قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 07 دسمبر 2021ء | 2 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 07 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:290

ارشاد باری تعالیٰ

ذٰلِکَ ٭ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ (الحج:33)

ترجمہ: یہ (اہم بات ہے) اور جو کوئی شعائر اللہ کو عظمت دے گا تو یقیناً یہ بات دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک بچی نے سوال کیا کہ چھوٹے بچوں کے سر کے بال کیوں منڈواتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا عقیقہ کرواتے ہیں، لڑکی کے لیے ایک بکرا اور لڑکے کے لئے دو بکرے ذبح کرتے ہیں۔ یہ صدقہ نہیں ہوتا، آپ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ بال کٹواتے ہیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دیتے ہیں۔ بچے کی عمر، صحت اور زندگی کے بابرکت ہونے کے لئے عقیقہ کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا کہ اس طرح کرنا چاہیے، اس لئے کرتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 08 تا 14 جولائی 2016ء صفحہ 12)

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ بچے کی پیدائش کے شکرانے کے طور پر جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کیوں کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بکرے کی بجائے گائے کی قربانی میں حصہ بھی ڈالا جا سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ عقیقہ ہوتا ہے اور عقیقے کے لئے تو بکرے یا بھیڑ کی قربانی کا ہی حکم ہے۔ حصے سے متعلق پھر یہ سوال اٹھاؤ گی کہ جائیداد میں مرد کے دو حصے کیوں ہیں اور عورت کا ایک حصہ کیوں ہے؟ کوئی نہ کوئی حکمت تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کریں۔ ہوسکتا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی نسبت برائیوں سے بچانے کی زیادہ ضرورت ہو۔ تمہیں اس بات پر خوش ہونا چاہیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 تا 26 جولائی 2012ء صفحہ 13)

اس شمارہ میں

اے میرے والے مصطفیٰ (نظم)

کتاب تعلیم کی تیاری

آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے مظہر اتم

ایک احمدی کا کردار معاشرے میں

فرمانِ رسول ﷺ

عقیقہ سنت ہے

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

’’جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو اور وہ بچہ کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو بچہ کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کے طور پر ذبح کرے۔‘‘

(سنن ابو داؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

’’رسول کریم ﷺ نے اپنے نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کے طور پر ایک ایک دنبہ ذبح کرایا۔‘‘

(سنن ابو داؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقة حدیث نمبر:2838)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

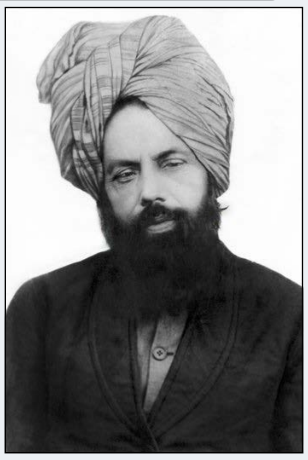

مسنون عقیقہ

ایک صاحب کا حضرت اقدس کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ اگر کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہو تو کیا یہ جائز ہے کہ وہ عقیقہ پر صرف ایک بکرا ہی ذبح کرے؟

فرمایا: عقیقہ میں لڑکے کے واسطے دو بکرے ہی ضروری ہیں۔ لیکن یہ اس کے واسطے ہے جو صاحبِ مقدرت ہے۔ اگر کوئی شخص دو بکروں کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اور ایک خرید سکتا ہے تو اس کے واسطے جائز ہے کہ ایک ہی ذبح کرے اور اگر ایسا ہی غریب ہو کہ وہ ایک بھی قربانی نہیں کرسکتا تو اس پر فرض نہیں کہ خواہ مخواہ قربانی کرے۔ مسکین کو معاف ہے۔

(بدر 26 دسمبر 1907ء صفحہ 2)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں قادیان میں تقریباً ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری بھی وہاں تھے۔ مولوی صاحب نے میرے لئے جانے کی اجازت چاہی اور میں نے اُن کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی نہ جائیں۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب کو ان کے گھر سے لڑکے کی ولادت کا خط آیا۔ جس پر مولوی صاحب نے عقیقہ کی غرض سے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا۔ اس غرض کے لئے جانا لازمی نہیں۔ آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلادیں اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر ذبح کرا دیئے اور فرمایا گھر خط لکھ دو۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 38)

اے میرے والے مصطفیٰؐ !

اَے شاہ مکی و مدنی ، سید الوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلامِ در ہوں ، ترا ہی اسیر عشق
تو میرا بھی حبیب ہے ، محبوب کبریا
تیرے جلو میں ہی مرا اٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوا
تو میرے دل کا نور ہے ، اے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے ، اے نیرِ ہدیٰ
ہیں جان و جسم ، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے ، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا
تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اتر گیا
میں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا
اے میرے والے مصطفیٰ ، اے سید الوریٰ
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا
ربِ جلیل کی ترا دل جلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مستقر
قبلہ بھی تو ہے ، قبلہ نما بھی ترا وجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر
نور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“
تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے ادب
میں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دگر
تیرے وجود کی ہوں میں وہ شاخِ باثمر
جس پر ہر آن رکھتا ہے ربّ الوریٰ نظر
ہر لحظہ میرے درپئے آزار ہیں وہ لوگ
جو تجھ سے میرے قرب کی رکھتے نہیں خبر
مجھ سے عناد و بغض و عداوت ہے اُن کا دیں
اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اِس قدر
اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال
”اے آں کہ سوئے من بدَوِیدی بِصَد تبرَ
از باغباں بتَرس کہ من شاخ مُثمَرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بوَد بخدا سخت کافرم“
آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم
تو مشرقی نہ مغربی اے نورِشش جہات
تیرا وطن عرب ہے ، نہ تیرا وطن عجم
تو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ
اب تو ہی تو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم
ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دم بدم
میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم
اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو میں
اڑتا ہوا بڑھوں ، تری جانب سوئے حرم
تیرا ہی فیض ہے کوئی میری عطا نہیں
”ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دِہَم
یک قطرہ ز بحرِ کمال محمد است
جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمد است“

کلام طاہر

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 22

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
2. نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
3. بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل: 129)۔ تقویٰ،طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے والے خدا تعالےٰ کی حمایت میں ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت نافرمانی کرنے سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ آجکل دنیا کا اصول منافقانہ زندگی بسر کرنا ہوگیا ہے۔ اوّل اوّل انسان انسان سے نفاق کرتا ہے اور منافقانہ رنگ میں ہاں میں ہاں ملاتا ہے حالانکہ دلوں میں کدورت اور رنج وبغض بھرا ہوتا ہے۔ پھر یہ عادت ترقی کرتے کرتے ایسی بڑھتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے بھی منافقانہ تعلق کرنا چاہتا ہے اور خدا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ خدا عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ہے دل سے تو مومن ہوتا نہیں مگر خدا کے آگے مومن بنا چاہتا ہے۔ بھلا خدا کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

دیکھو تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ صرف ایک متقی انسان کی خاطر دوسروں پر بھی رحم کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال، خویش و اقارب اور متعلقین پر بھی اثر پڑتا ہے اور اسی طرح سے اگر جرائم اور فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا اثر بھی پڑتا ہے۔

غرض خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور متقی بننا بڑی چیز ہے۔ خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچالیتا ہے بجز اس کے خدا تعالےٰ کی حفاظت اس کے شامل ہو۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بَلا نہیں پکڑے گی اور کسی کو بھی مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔ آفات تو ناگہانی طور سے آجاتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم کہ رات کو کیا ہو گا۔ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ پہلے بہت روئے اور پھر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یَا عِبَادَ اللّٰہِ خدا سے ڈرو۔ آفات اور بلیّات چیونٹیوں کی طرح انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان سے بچنے کی کوئی راہ نہیں بجُز اس کے کہ سچے دل سے توبہ استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔

استغفار اور توبہ کا یہ مطلب نہیں جو آجکل لوگ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ کہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جبکہ اس کے معنے بھی کسی کو معلوم نہیں۔ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ ایک عربی زبان کا لفظ ہے۔ ان لوگوں کی تو چونکہ یہ مادری زبان تھی اور وہ اس کے مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھے ہوئے تھے۔ استغفار کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اپنے گذشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا استغفار انبیاء بھی کیا کرتے تھے اور عوام بھی۔

بعض نادان پادریوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار پر اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے استغفار کرنے سے نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ استغفار تو ایک اعلیٰ صفت ہے۔ انسان فطرتًا ایسا بنا ہے کہ کمزوری اور ضعف اس کا فطری تقاضا ہے۔ انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ دُعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔ اصل بات یہی ہے کہ جو طاقت خدا کو ہے وہ نہ کسی نبی کو ہے نہ ولی کو اور نہ رسُول کو۔ کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں۔ پس انبیاء بھی حفاظت کے واسطے خدا کے محتاج ہیں۔ پس اظہار عبودیت کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اور انبیاء کی طرح اپنی حفاظت خدا تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے۔

یہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے کہ حضرت عیسیٰؑ استغفار نہ کرتے تھے۔ یہ ان کی بیوقوفی اور بے سمجھی ہے اور یہ حضرت عیسیٰؑ پر تہمت لگاتے ہیں۔ انجیل میں غور کرنے سے صریح اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے جابجا اپنی کمزوریوں کا اعتراف کیا اور استغفار بھی کیا۔ اچھا بھلا اَیۡلِیۡ اَیۡلِیۡ لِمَا سَبَقۡتَانِیۡ سے کیا مطلب ہے؟ اَبِیۡ اَبِیۡ کر کے کیوں نہ پکارا؟ عبرانی میں اَیۡل خدا کو کہتے ہیں۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ رحم کر اور فضل کر اور مجھے ایسی بے سرو سامانی میں نہ چھوڑ (یعنی میری حفاظت کر)

درحقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہوگیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے۔ کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ۔ اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یا الٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بد نتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے۔ اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا۔

توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بد کام سے رجوع کرنا۔توبہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا نام بھی توّاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعالِ بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بد کام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا تعالےٰ دوڑ کر آتا ہے یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالےٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہاء درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا سے مُنہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا تعالیٰ کو کیا پروا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 336 تا 339، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں

’’اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلّی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے۔ پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے۔ پھر نفس کی کشاکش کے لئے دعا کرتا رہے اسی کے واسطے کہا کہ وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)۔ اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہے۔ تدابیر میں خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے۔ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن: 61) پس اگر انسان پورے تقوےٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے۔ دونو کو جو بجالانے کا حق ہے بجالائے۔ تو ایسی حالت میں خدا اس پر رحم کرے گا لیکن اگر ایک کرے گا اور دوسری کو چھوڑیگا تو محروم رہے گا۔‘‘

’’انسان ایسے طریق سے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے اور تقوی اللہ ہر ایک

عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔تقویٰ سے زینت اعمال پیدا ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالےٰ کا ولی بن جاتا ہے چنانچہ فرمایا ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (الانفال:35)''

''کامل طور پر جب تقویٰ کا کوئی مرحلہ باقی نہ رہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مرجاوے گا۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔نفس توسن گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذّت تبتّل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل نا آشنا ہوتا ہے۔ جب اس پر موت آجاوے گی تو چونکہ خلا محال ہے اس لئے دوسری لذّات جو تبتّل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہو جائیں گی۔ یہی وہ بات ہے جس کی ہماری ساری جماعت کو ہر وقت مشق کرنی چاہیئے۔ جیسے بچّے جب تختیوں پر بار بار لکھتے ہیں تو آخر خوش نویس ہو جاتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (العنکبوت:70) میں مجاھدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف دعا کرتا رہے دوسری طرف کامل تدبیر کرے۔آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آجاتا ہے اورنفس کا جوش وخروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے۔ بہت سے انسان ہیں جونفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 339 تا 341، ایڈیشن 1984ء)

''اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ ولائت کا حصہ تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا تعالیٰ سے ترساں اورلرزاں ہو کر اگر اسے حاصل کرو گے تو کمال تک پہنچ جاؤ گے۔''

''نفس ظاہری لذّات کا دلدادہ ہوتا ہے۔ پنہانی لذات سے یہ بالکل بیخبر ہے اسے خبردار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اول ظاہری لذّات پر ایک موت وارد ہو اور پھرنفس کو پنہانی لذّات کا علم ہو۔ اس وقت الٰہی لذّت جو کہ جنتی زندگی کا نمونہ ہے شروع ہو گی۔''

''ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصول تقوےٰ کے لئے اول مشق کریں جیسے بچّے خوش خطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخر کارمشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہیئے جب اللہ تعالےٰ ان کی محنت کو دیکھے گا تو خود ان پر رحم کرے گا۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 340-341، حاشیہ۔ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں

''میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزّت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلّت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالےٰ کا نام ستّار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزّت وآبرو پر حملہ نہ کرے۔

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک مُلّا نے کہا کہ یہ آیت (البدر میں یوں لکھا ہے:۔''یہ لفظ تم نے غلط لکھا ہے'') غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اُس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے ۔

(البدر میں ہے:۔''دیکھو اس نے بادشاہ ہو کر ایک غریب ملاں کا دل نہ دُکھانا چاہا'')

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ ایسے امور سےنفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔تقویٰ حاصل کرو۔ کیونکہ تقوے کے بعد ہی خدا تعالےٰ کی برکتیں آتی ہیں۔متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا اُن کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جب کہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عجب، ریا کاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربّانی رُعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دُکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔ اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔

بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں۔ ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔''

(الحکم جلد 8 نمبر 8 صفحہ 7-8 مورخہ 10 مارچ 1904ء)

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 341 تا 344، ایڈیشن 1984ء)

''ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلافِ نفس سُن لیتے ہیں تو اُن کو جوش آجاتا ہے حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کسی طرح میں فاتح ہو جاؤں ایسے موقعہ پر جوشِ نفس سے بچنا چاہیئے اور رفع فساد کے لئے ادنیٰ باتوں میں دیدہ دانستہ خود ذلّت اختیار کر لینی چاہیئے۔ اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہیئے کہ مقابلہ میں اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جاوے۔''

''اپنے بھائی پر فتح پانے کا خیال رعونت کی ایک جڑ ہے۔ اور بڑی بھاری مرض ہے کہ وہ اپنے ایک بھائی کے عیب کےمشتہر کرنے کی ترغیب دلاتی ہے۔''

''یاد رکھو بیعت کا زبانی اقرار کچھ شئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تزکیۂ نفس چاہتا ہے۔''

''اس لئے اپنے نفسوں میں تبدیلی کرو اور اخلاق کا اعلےٰ نمونہ حاصل کرو۔''

''خواہ کیسی ہی دشمنی ہو رفتہ رفتہ سب خود بخود اس کے تابع ہو جاویں گے اور بجائے حقارت کے اس کی عظمت کرنے لگ جاویں۔''

''چھوٹی چھوٹی باتوں میں طول دینا اور بھائیوں کو رنج پہنچانا بہت بُری بات ہے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 341-343، حاشیہ۔ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب وکمپوزنگ: خاقان احمد صائم وفضل عمر شاہد۔لٹویا)

طاہرہ زرتشت منیر۔ ناروے

آنحضرتؐ اللہ تعالیٰ کی صفتِ شکور کے مظہرِ اتم

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ سے متعلق کسی نے آپؐ کی زوجہ حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا تو آپؓ نے جواب دِیا کہ ’’كَانَ خُلُقُهُ الْقُرآنَ ‘‘ کہ آپ ؐکے اخلاق قرانِ کریم کے عین مطابق تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کی صفتِ شکور کے مظہر اتم تھے۔ چھوٹے سے چھوٹے احسان کی قدر کرنا اور اُس پر تشکر کے جذبات کا اظہار آپؐ کی سرشت میں داخل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنے بے شمار انعامات نازل کئے، آپؐ کو بہت بلند مرتبہ پر فائز کیا۔ آپؐ کو دونوں جہانوں کا سردار بنایا۔ تمام انبیاء میں سے سب سے افضل اور خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کے لقب سے نوازا۔ آپؐ ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ان سب نعمتوں پر عبدِ شکور کا حق ادا کرتے تھے۔ ساری ساری رات عبادت کے لئے کھڑے رہتے۔ پاؤں سوج جاتے، صحابہؓ عرض کرتے کہ آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر رکھے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ’’کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادت کے ذریعہ سے ہی اُس کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ (الزمر: 67) یعنی اللہ کی ہی عبادت کرو اور شکر ادا کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت، اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، ہمہ وقت اللہ کی یاد اور اُس کے شکر میں مصروف رہتے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ’’ایک رات میری آنکھ کھل گئی تو میں نے بستر ٹٹولا آپ ﷺ بستر پر نہیں تھے۔ مَیں آپؐ کی تلاش میں باہر نکلی تو دیکھا کہ آپؐ سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اور بڑے تضرّع کے ساتھ دُعا کر رہے ہیں۔‘‘

13 سال تک مکہ میں آپ ﷺ کو قسم قسم کے مظالم کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ مگر آپؐ اُس کام سے پیچھے نہیں ہٹے جو آپؐ کے سپرد کیا گیا تھا۔ دشمنوں نے آپؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور آپؐ کو اپنے وطن عزیز سے مجبورًا ہجرت کرنی پڑی۔ ہجرت کے بعد بھی دشمن نے آپؐ کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ سارے عرب کو اکسایا اور آپؐ کے خلاف پے در پے فوجیں حملہ آور ہوئیں۔ ان حالات میں بھی ساری مصیبتوں اور ابتلاؤں میں آپ ذرّہ بھر نہیں گھبرائے اور کبھی ناشکری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لائے بلکہ ان مشکل ترین حالات میں بھی ہمیشہ زبان شکر سے تر رہتی۔

اللہ تعالیٰ کے شکر کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اُس کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ

(القصص: 18)

اور احسان کا سلوک کر جیسا کہ اللہ نے تجھ سے احسان کا سلوک کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شخص کے ساتھ احسان کا سلوک فرماتے اور خاص طور پر غرباء اور مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپؐ کا دِل اس قدر گُداز تھا کہ جب کوئی نعمت ملتی تو آپ کا رُواں رُواں شکر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا اور خُدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے۔

(ابو داؤد کتاب الجهاد)

قبیلہ ہمدان کے اسلام قبول کرنے کی خبر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ جب آپؐ پر دُرود بھیجنے کی آیت نازل ہوئی تو اللہ کی اس نوازشِ خاص پر آپؐ کا دِل شکر سے لبریز ہوگیا اور آپؐ سجدہ میں گر گئے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ ایک جگہ آپؐ سواری سے اُتر گئے اور ہاتھ اُٹھا کر دیر تک دُعا کی اور پھر سجدہ میں گر گئے پھر سر اُٹھایا اور دُعا کی اور پھر سجدہ میں گر گئے۔ پھر سر اُٹھایا اور دُعا کی اور پھر سجدہ کیا۔ دیر تک سجدہ میں رہے۔ پھر اُٹھے اور بڑے تضّرع کے ساتھ دُعا کی اور اس کے بعد پھر لمبا سجدہ کیا۔ دُعا سے فارغ ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ’’میں نے اُمّت کے لئے تین دُعائیں مانگی تھیں، وہ قبول ہوئیں۔ جب دُعا قبول ہوتی تو مَیں شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کرتا تھا۔‘‘

(ابوداؤد کتاب السَّجود)

مکّہ کی عظیم الشّان فتح کے موقعہ پر جب آپؐ کو اطلاع ملی کہ قریشِ مکّہ کی مزاحمت بالکل دَم توڑ چکی ہے تب اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ کر آپؐ کا دِل شکر کے جذبات سے بھر گیا۔ آپؐ نے وہیں سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ کا سر کُجاوہ کے ساتھ جالگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ لَّا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ یعنی جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس نے کبھی بھی کوئی ذرّہ بھر نیکی یا بھلائی کی تھی۔ آپؐ نے ہمیشہ اُس کا شکریہ ادا کیا اور اُسے بھلائی کا بہترین صلہ دِیا۔

آپؐ کی رضائی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں۔ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد وہ آپؐ سے ملنے آئیں اور اُنہوں نے بتایا کہ خُشک سالی کے باعث اُن کے مویشی مر گئے ہیں۔ آپؐ نے اُنہیں چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا اونٹ عنایت فرمادیا۔

ہجرت کے بعد وہ ایک دفعہ آپؐ سے ملنے کے لئے تشریف لائیں تو آپؐ بے قرار ہوکر "میری ماں! میری ماں!" کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی چادر اُن کے لئے فرش پر بچھا دی۔

حضرت حلیمہ کی ایک لڑکی تھی جو بچپن میں آپؐ کو کھلایا کرتی تھی۔ غزوۂ حنین کے موقعہ پر جو لوگ قید ہوئے اُن میں وہ بھی قید ہو کر آئی۔ حضور نے اُنہیں پہچان لیا اور بڑی عزّت اور احترام کا سلوک فرمایا اور اُن کی خاطر اُن کے قبیلے کے چھ ہزار قیدی رہا کر دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایک نوجوان غلام تھے۔ جن کا نام زید بن حارثہؓ تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شادی کے بعد حضور نے سب غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ اُن میں حضرت زیدؓ بھی شامل تھے۔

مگر اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو ترجیح دی اور اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت زید کی اس وَفا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد اثر تھا۔ چنانچہ آپ نے زیدؓ کو وہ مقام دِیا جو اور کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ حضرت زیدؓ بھی حضور کے ایک اشارے پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہئے کہ اُمّ ایمن سے شادی کرلے حضرت زید نے آپ کا اشارہ سمجھ لیا اور شادی کے لئے تیار ہو گئے

اُس وقت اُمّ ایمن کی عمر حضرت زیدؓ سے دو گنی تھی وہ حبشی الاصل تھیں سیاہ رنگ، ناک پیچھے سے دبا ہوا۔ جس سے ناک کے نتھنے کے سوراخ نظر آتے تھے۔ الغرض اُن میں کوئی ایسی کشش نہ تھی کہ کوئی اُن سے شادی کے لئے تیار ہوتا۔ زیدؓ کی اس نیکی کا صلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دیا کہ ہجرت کے بعد اُس غلام کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ کر دی۔ یہ عقد زیدؓ کے لئے باعث افتخار تھا گو کہ بعد میں یہ شادی کامیاب نہ ہوسکی اور طلاق ہوگئی۔

حضرت زیدؓ کی وفا شعاری اور خدمت گزاری کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بیٹے اُسامہ سے بھی ہمیشہ بہت محبت وشفقت کا سلوک فرمایا۔ حضرت اُسامہ بتاتے ہیں کہ حضور مجھے ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور حضرت حسنؓ کو دوسرے پر اور ہم دونوں کو چمٹا کر پیار کرتے۔

فتح مکہ کے موقعہ پر آپؐ نے اُن کے بیٹے اُسامہ کو یہ اعزاز بخشا کہ اُن کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

حضرت زیدؓ کی وفا شعاری کی شکر گزاری کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اُس وقت حضرت اُسامہؓ کی عمر صرف 17 سال تھی۔ بڑے بڑے جرنیل صحابہؓ اُن کے ماتحت تھے۔

منافقین نے چہ میگوئیاں کیں کہ ایک کم عمر ناتجربہ کار لڑکے کو امارت سونپ دی گئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

آپؐ نے فرمایا۔ ’’پہلے اُس کے باپ کی سرداری پر بھی تم معترض تھے۔ خُدا کی قسم وہ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور اُس کے بعد اُسامہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے سراپا شکر تھے جس نے بھی کبھی آپ کے ساتھ ذرّہ بھر بھی نیکی کی، حضورؐ نے اُس کی قدر افزائی کی اور اُس کی نیکی سے بڑھ کر اُسے صلہ دیا۔

مُطعِم بن عدی مکہ کا رئیس تھا اُس نے آپ کے ساتھ یہ نیکی کی تھی کہ جب آپؐ طائف سے اوباشوں کے ہاتھوں بے حد تکلیف اور دُکھ اُٹھا کر واپس آئے اور مکہ میں داخل ہونا چاہا تو مکہ والوں نے اجازت نہ دی۔ اُس وقت یہ سردار مُطعِم بن عدی سامنے آیا اور اپنی حفاظت میں لے کر مکہ میں داخل کیا۔ اُس سردار نے کفر کی حالت میں ہی وفات پائی تھی لیکن اُس کے اس احسان کو حضور نے ہمیشہ یاد رکھا۔ چنانچہ جنگِ بدر کے موقعہ پر جب مکہ کے قیدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، حضورؐ کو مُطعِم بن عدی یاد آگئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مُطعِم بن عدی آج زندہ ہوتا اور مجھ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان سب کو یونہی آزاد کر دیتا۔

(بخاری)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا شمار اُس کے شکر گزار بندوں میں ہو۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ پر عمل کر کے دوسری قوموں کے لئے بھی نمونہ ٹھہریں۔ آمین

آج کی دعا

لَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ

اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنۡ یُّرِدۡكَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ ؕ یُصِیۡبُ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۸﴾

(یونس:108)

ترجمہ:

اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو کوئی نہیں جو اُسے دور کرنے والا ہو مگر وہی۔ اور اگر وہ تیرے لئے کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے وہ (فضل) عطا کرتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو لَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ کا الہام 1903ء اور 1906ء میں ہوا تھا۔

مسجد مبارک قادیان اور مسجد مبارک اسلام آباد UK میں بھی یہ الہام کندہ ہے۔

مرسلہ: مریم رحمن

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا تحریر کرتے ہیں:

ماشاء اللہ۔ روزنامہ الفضل آن لائن بفضل خدا دن بہ دن ترقی پذیر ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خلیفہ وقت کی راہ نمائی اور دعاؤں سے الفضل آن لائن میں ایسے متنوع مواد کی اشاعت اسے روز بروز مقبول بناتی جارہی ہے اور قارئین اسے اپنا اخبار سمجھ کر اپنے اپنے رنگ میں شامل ہوتے جارہے ہیں۔ اللھم زد فزد

- مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن حال کینیڈا تحریر کرتی ہیں:

ابھی ’’الفضل آن لائن‘‘ دیکھا ہی ہے پڑھنے سے پہلے ہی میسج کر رہی ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ کی ٹیم سب کے احساس وجذبات کا خیال رکھتے ہیں۔ دن رات کی محنت ولگن سے ہر روز ہمارے لئے خزینہ تیار کرتے ہیں۔ دعا ہی کرسکتی ہوں اور الحمد للہ کرتی بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ تمام کارکنان کو صحت والی لمبی زندگی دے آمین۔

عبدالحئی ۔ سیکرٹری تربیت گوتھن برگ، سویڈن

ایک احمدی کا کردار معاشرے میں

خُدا نے خِضرِ راہ بنایا ہمیں طریقِ محمّدی کا
کلامِ ربِّ رحماں بانگِ بالا سُنائیں گے ہم
(المصلح الموعودؓ)

شریعت کا ماحصل تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہے۔ تو جو انسان جس قدر عارف، مجذوب اور سالک ہو گا اسی قدر اخلاق اللہ کا حامل ہو گا۔ ہمارے سیّد و مولا سیّد المعصومین حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ جو کہ معرفت تامّہ کے مُصدّقِ اعلیٰ اور اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے جس کی گواہی خُود قرآنِ مجید میں قابَ قَوْسَيْنِ (النجم:10) کہہ کر دے دی۔ یعنی اِن دونوں قَوْسَيْنِ یعنی قوسِ اُلوہیت اور عبُودیت کے عین مابین آپؐ کا وجودِ باجود واقع ہوا۔ اپنے آپ کو صِبْغَتَ اللّٰہِ کی خِلعت میں ایسا ملبوس کیا کہ صِفاتِ الٰہیہ میں رنگین ہو گئے اور اِسی واسطے رحمۃ اللعالمین سے مُلقّب ہوئے۔ اور انسانیت کیلئے رحیم و شفیق رہے اور تاقیامت حقُوق العباد کا عدیم المثال نمونہ قائم فرما گئے۔

آپؐ کے غُلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ بعینہٖ اپنے آقا و مُطاع کے رنگ میں رنگین تھے۔ چوتھی شرطِ بیعت میں آپؑ فرماتے ہیں: ”یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے“

اسی طرح نویں شرطِ بیعت میں آپؑ فرماتے ہیں:

”یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔“

جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 23 مارچ 1889ء کو رکھی۔ گو دُنیا کی نظر میں یہ ایک نیا مذہب ہو مگر خُود حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الفاظ پیشِ خدمت ہیں:

”ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم محمّد ﷺ کامل شریعت لے کر آئے جو نبوّت کے خاتَم تھے اس لئے زمانے کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختم نبوت کر دیا۔ پس حضور ﷺ کے بعد ہم کسی دوسری شریعت کے آنے کے ہرگز قائل نہیں۔ ہاں جیسے پیغمبر خُدا ﷺ مثیل مُوسیٰؑ تھے اسی طرح آپؐ کے سلسلہ کا خاتم جو خاتم الخلفاء یعنی مسیح موعودؑ ہے ضروری تھا کہ مسیحؑ کی طرح آتا۔ پس میں وہی خاتم الخلفاء اور مسیح موعودؑ ہوں۔ جیسے مسیحؑ کوئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ شریعتِ مُوسویؑ کے احیاء کیلئے آئے تھے۔ میں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قرآن شریف کے بعد اب کوئی شریعت آسکتی ہے کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے شریعتِ محمّدیؐ کے احیاء کیلئے اس صدی میں خاتم الخلفاء کے نام سے مبعوث فرمایا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 39)

پس جیسے آنجناب حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ نے تَخَلَّقُ بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا جامہ پہن کر اِسلام جیسے پُرامن مذہب کا پرچار کیا اور انسانیت میں بھائی چارے کی بنیاد رکھی بعینہٖ آپؐ کے غُلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے چودھویں صدی کے سر پر مبعُوث ہو کر اِسلام اور بھائی چارے کو ازسرِ نو زندہ و جاوداں کیا اور مُعاشرت کے وہی اصُول زندہ کئے جن کو دُنیا بُھلا چکی تھی۔

آئیے اب قُرآنِ کریم اور احادیثِ مُبارکہؐ کی روشنی میں نظر ڈالیں کہ کیسے ایک احمدی مُسلمان معاشرے میں اپنا کردار ادا کرسکتا ہے

آنحضور ﷺ اُمّتِ مُسلمہ کا تنزّل اور اُنکا بگاڑ بیان فرماتے ہیں کہ

”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا اور الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔“ یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

(شعب الایمان للبیھقی الثامن عشر من شعب الایمان باب فی نشر العلم و الا یمنعہ اھلہ حدیث نمبر 1763 مکتبۃ الرشد، ریاض 2004ء)

اِس حدیث کو پُورا ہوئے آج سے قریباً ایک صدی گُزر چکی ہے جس کو تمام اُمّتِ مُسلمہ تسلیم کرچکی ہے۔ مُسلمانوں کا اِس تنزّلی کے دور میں جس مسیح موعودؑ کا انتظار تھا وہ بھی آچکا اور اب اُن کی خِلافت کا دور خامسہ چل رہا ہے۔ اِس تنزّلی و اخلاقی و مُعاشرتی انحطاط میں ایک جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر ہی ہے جو اِسلام کی سچّی تعلیم پیش کرکے معاشرے کے سکُون کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

اسی ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دُنیا کو طہارت اور تقویٰ کی زندگی کا نمونہ دِکھائے۔ اسی غرض کیلئے یہ سِلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اُس کا منشاء ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 83)

ایک احمدی جو کہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہماری جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر مُعاشرت کے بہترین اصُولوں پہ مُنحصر ہے وہ بِلاشُبہ شریعتِ محمّدی ﷺ پہ ہی چلتے ہوئے اِس چیز کا پرچار کرتا ہے۔ اور اِسی اُمّت یعنی اُمّتِ محمّدی ﷺ کے بارہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

(آل عمران:111)

یعنی تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو

ایک احمدی کو بِلاشُبہ معاشرے میں ایسا نمونہ بننا چاہئے کہ جس سے تمام معاشرے میں اسلام کی صحیح رنگ میں تصویر پیش کی جاسکے۔ ایک احمدی کو شرائطِ بیعت کے مغز کو سمجھتے ہوئے بنی نوع انسان کیلئے ہر قسم کی آسانی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ جیسا کہ خُدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمادیا ہے کہ تم لوگ دُنیا کی منفعت کیلئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ بِلا اِمتیاز رنگ و نسل و مذہب ایک نافع النّاس وجود بن جائے۔

جب ایسا لائحہ عمل ایک احمدی اپنائے گا تو وہ دیکھ لیوے گا کہ خُدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم، عنایات اور خاص تائیدات اسکے شامل حال ہوں گی اور اخلاق ہی ہے جو واحد تبلیغِ دینِ متین کا ذریعہ ہے اور اسی کے ذریعے اسلام پھیلا اور اِن شاءَاللہ احمدیت اس پر عمل درآمد کررہی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

(البقرہ:149)

یعنی ”نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔“

ہر شخص کا ایک مطمحِ نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پہ مُسلّط کر لیتا ہے سو اللہ تعالیٰ ایک تاکیدی نصیحت کے رنگ میں فرماتا ہے کہ تمہارا مطمحِ نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں کے حصُول میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش میں لگے رہو۔

آجکل کے مادی دور میں ہر انسان حُبِّ دُنیا میں مستغرق ہو کر اپنے خالقِ حقیقی کو بُھلا بیٹھا ہے۔ مگر ایک احمدی جو کہ اسلام کی زندہ تصویر پیش کرتا ہے، اُسے چاہئے کہ دُنیا کی ریل پیل میں اپنے آپ کو مت اُلجھائے اور تقویٰ اور نیکی کے کاموں کو بجا لائے اور مُعاشرے میں ایک مُنفرد نمونہ پیش کرے تا اسلام کو زندہ کیا جاسکے۔

اِس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے منظوم پاکیزہ کلام میں ہماری توجہ اس جانب مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

دُنیا کی حرص و آز میں یہ دِل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے
اَے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں مِلا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

(محاسن قرآن کریم۔ دُرِّثمین)

ہمارے ہادیٔ کامل محمّد مصطفیٰ ﷺ اصولِ مُعاشرت کے بارہ میں جو نمونہ رہتی دُنیا تک ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اگر ہم اس پرعمل پیرا ہوں تو ایک جنّت نظیر مُعاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تلقین کرتے ہوئے محمّد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف کرو اور تم ضرور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو۔ ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے۔ اور عذاب نازل ہونے کے بعد تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔“

(ترمذی۔ ابواب الفتن۔ باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر)

اس حدیث میں آنجناب ﷺ نے کیا خُوبصُورت تعلیم دی ہے جو کہ جنّت نظیر مُعاشرے کی تصویر کشی کرتی ہے۔ ایک احمدی جو کہ کسی بھی مُلک میں رہتا ہوا اگر اپنے شہر، گلی، محلّہ میں امن و امان سے رہے گا، اچھے کاموں کی ترغیب دے گا اور بُرے کاموں سے روکے گا تو خُود بخُود ایک معاشرتی سکُون کا دور دورہ رہے گا اور تمام لوگ آپس میں بھائی چارے سے رہیں گے۔

اسی طرح اِتّحادِ باہمی کے بارہ میں آنجناب محمّد ﷺ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔“

(ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ)

مندرجہ بالا حدیثِ مُبارکہؐ میں آپؐ نے کیا خُوبصُورت اِتّحادِ باہمی اور یگانگت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم اکٹھے ہو کر رہیں گے اور ایک دوسرے کا احساس پیدا کریں گے تو خُدا تعالیٰ کی نُصرت اور تائید بھی ہمارے شامل حال رہے گی۔ ایک احمدی جو کہ مُعاشرے میں ایک مُنفرد کردار ادا کرسکتا ہے، وہ اِسی صُورت میں ممکن ہے کہ اگر وہ اپنے بھائیوں

کے ساتھ باہمی اِتّحاد سے رہے اور اُنکا احساس ایسے ہی کرے جیسے ایک بطن سے دو بھائی۔

اس ضمن میں حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

’’لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ یعنی تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

مندرجہ بالا حدیثِ مبارکہ ایک احمدی کیلئے ایسا کارگر نمُونہ پیش کرتی ہے جو کہ اخلاق کا اعلیٰ مقام عطا کرسکتی ہے۔ ایک احمدی کو چاہئے کہ مُعاشرے میں رہتے ہوئے اُس کا کردار متذکرہ بالا حدیثِ مُبارکہ کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اور تقویٰ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے بِلا امتیاز اِنسانیت کی خِدمت کرے گا اور سب کو اپنا بھائی گردانے گا تو بھلا کیسے ممکن ہے کہ مُعاشرہ میں کسی بھی قسِم کا کوئی بِگاڑ پیدا ہوسکے؟

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

’’مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔‘‘

(سنن الترمذی ابواب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث 1162)

ایک احمدی کو اپنے اخلاق کا معیار اتنا بُلند رکھنا چاہیئے کہ اپنی ذات میں وہ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالحلیم، عبدالغفور بن جائے۔ الغرض اپنی ذات کو پسِ پُشت ڈال کر دُنیا کو اخلاق کے اعلیٰ نمُونہ سے جیت لیوے اور اسلام جیسے پُرامن مذہب کی جانِب مُعاشرے کا رُجحان ہوجائے کیوں کہ اسلام کے پھیلنے کی بُنیادی وجہ اخلاق ہی تھی۔

ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ بیان فرمودہ 4 فروری 2011ء میں فرماتے ہیں:

’’آیت ممدوحہ بالا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو اگر ہم میں موجود ہوں اور اگر ہم ان کی تبلیغ کرنے والے ہوں تو یہ ہر پاک فطرت کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی تبلیغ کی جائے جو صرف مذہبی مسائل کے لئے ضروری ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں جو ایک دنیادار کو بھی اپنی طرف کھینچیں گی چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو بشرطیکہ وہ اخلاقی قدروں کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کے اندر ایک پاک فطرت ہے جو اچھے اخلاق کو چاہتی ہے، اچھی باتوں کو چاہتی ہے۔ بلکہ لامذہب اور دہریہ بھی اچھے اخلاق کو اچھا ہی کہیں گے۔ اچھی باتوں کو اچھا کہنے والے ہوں گے اور بری باتوں کو برا کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی اس ذمہ داری کو سمجھو اور دنیا کے فائدے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو۔ حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤ اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کر کے ایسا عمل کرنے والوں کو توجہ دلاؤ، اُن کو روکو۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہوگی۔ اپنے اندر کے نظام کو ہم درست کریں گے تو ہماری باتوں کا بھی اثر ہوگا۔ اور اپنے اندر کے نظام کو درست کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے ہر قول اور فعل پر نظر ہے، میرے ہر عمل کو وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا کو تو میں نے پہلے صرف دنیاوی اخلاق سکھاتے ہوئے نیکی کی تلقین کرنی ہے اور برائی کی پہچان کرواکر اس سے روکنا ہے۔

پس جب ہم اپنے جائزے لیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ خیرِ امت ہونا صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا نہیں ہے۔ اسی سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قدم بڑھانے سے خیرِ امت میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرنی ہوگی اور برائیوں سے دوسروں کو روکنا ہوگا۔ پھر ہم خیرِ اُمّت کہلا سکتے ہیں اور اس صورت میں جب ایک مومن آگے قدم بڑھائے گا تو ایک حقیقی مومن سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ جس بات کی میں نصیحت کرنے جارہا ہوں کیا یہ نیکی مجھ میں ہے؟ جس برائی سے مَیں روکنے جارہا ہوں کیا یہ برائی مجھ میں تو نہیں؟

ہماری امانت کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ قومی امانتیں ہوں، جماعتی امانتیں ہوں یا ذاتی امانتیں ہوں ہم نے ہر ایک کا حق ادا کرنا ہے۔ ہم کسی سرکاری دفتر میں کام کر رہے ہیں تو قطع نظر اس کے کہ ساتھ کا عملہ کیا عمل دکھا رہا ہے ہمارا اپنا امانت کا معیار ہونا چاہئے جو دوسروں سے ممتاز کرنے والا ہو۔ پرائیویٹ کمپنیوں میں کام کر رہے ہیں تو وہاں ایک احمدی کا نمونہ ہو جو دوسروں سے ممتاز کر رہا ہو۔ آج ہم بڑے فخر سے غیروں کو بتاتے ہیں کہ احمدی کا امانت کا معیار دوسروں سے بہتر ہے۔ لیکن صرف یہ بہتر ہونا کوئی فخر کی بات نہیں ہے بلکہ فخر کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ ترین معیار ہو۔‘‘

اس مضمون کے آغاز میں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ شریعت کا ماحصل تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہے، اسی ضمن میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے خطبہ فرمودہ 15 فروری 1935ء میں فرماتے ہیں:

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ

(الجمعہ: 2)

یعنی ’’اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔‘‘

’’اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی چار صِفات بیان کی گئی ہیں جنکی تسبیح کو بندوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جماعت کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا اصل مقصد تسبیح ہے اور یہ کہ احمدیت دلوں میں قائم ہوجائے۔ اس وجہ سے اگر کوئی شخص ہم سے لڑتا ہے تو اسکی پرواہ نہیں لیکن اگر وہ صلح کیلئے آتا ہے تو چاہئے کہ اگر وہ ایک قدم آگے بڑھے تو ہم دو قدم اُسکی طرف بڑھیں اور ہمارا روّیہ ایسا ہونا چاہئے کہ کسی حالت میں بھی ہم پر کوئی نکتہ چینی نہ کرسکے۔ ہمیں اپنے تمام اعمال میں پاکیزگی اختیار کرنی چاہئے۔ ہمارا یہ کام ہونا چاہیے کہ اعلیٰ اخلاق دکھلائیں اور اخلاق کی تائید میں اگر اعتراض بھی ہو تو اُسے برداشت کریں۔ ایک احمدی کو آجکل کے زمانہ کی روِش کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہر آن خُدا کی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہیے۔‘‘

اسی ضمن میں المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں

’’کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کا ایک شاگرد تھا، اُس نے جب تعلیم مکمّل کی اور واپس جانے لگا تو بزرگ نے کہا کہ کیا تم جس ملک جارہے ہو وہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ تو شاگرد نے حیران ہو کر کہا کہ شیطان کہاں نہیں ہوتا؟ شیطان تو ہر جگہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے دین کے بارے میں، اخلاقیات کے بارے میں سیکھا ہے، پڑھا ہے، اگر اس پر عمل کرنے لگو اور شیطان حملہ کردے تو کیا کروگے؟ اس نے کہا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر تمہاری توجّہ دوسری طرف ہو اور وہ پھر حملہ کردے تو پھر کیا کروگے؟ اس نے کہا پھر مقابلہ کروں گا۔ غرض دو تین دفعہ انہوں نے اس طرح ہی پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر تم اپنے کسی دوست کے پاس جاؤ اور اسکے دروازہ پہ کُتّا بیٹھا ہو اور وہ تمہیں پکڑے، تم پر حملہ کرنے لگے اور کاٹنے لگے تو تم کیا کروگے؟ اُس نے کہا میں اس کو ڈرا کے دوڑانے کی کوشش کروں گا۔ پھر حملہ کرے تو پھر یہی کروں گا۔ اُنہوں نے کہا اگر تم اسی طرح لگے رہو تو پھر دوست تک تو نہیں پہنچ سکتے، تو کیا کروگے؟ اُس نے کہا آخر دوست کو آواز دوں گا کہ آؤ اور اپنے کُتّے کو پکڑو۔ تو بزرگ کہنے لگے شیطان بھی خُدا تعالیٰ کا کُتّا ہے۔ اُس کے لئے تمہیں خُدا تعالیٰ کو آواز دینی ہوگی۔ اس کے در کو کھٹکھٹانا ہوگا۔ تبھی شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔‘‘

(خطبہ فرمودہ 22 مئی 1936ء)

ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کرکے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔ کیا عقیدہ ہمارا ہونا چاہئے اور کونسے اعمال ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہئے۔

اگر افرادِ جماعت میں سے ہر ایک نے اپنی مکمل اصلاح کی کوشش نہ کی تو جماعت میں ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی برائی کا بیج موجود رہے گا اور موقع ملتے ہی وہ پھلنے پھولنے لگ جائے گا، پھوٹنے لگ جائے گا۔ پس ہر قسم کی برائیوں کی جڑوں کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم ہر قسم کی برائیوں کو جماعت میں سے ختم کرکے عملی اصلاح کی حقیقی تصویر بن سکتے ہیں اور تب پھر اللہ تعالیٰ ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے گا۔ تبھی ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ہم پاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30 مارچ 2012ء)

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ دُعا ہے کہ ہر احمدی کو مسیح الزماں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی تعلیمات پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے دجّالی فتنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

؎ معرفتِ تامّہ کا دیکھو جہاں بھی فُقداں
نا ہو گا وہاں وہ ’’ذُوالمِنَن‘‘ عیاں
نتائج ہیں قلّتِ تدبُّر کے یہاں
چھوڑو یارو کثرتِ تعصُّب کے بیاں
ہر ایک یہاں، معصیّت میں نہاں
بچائے ذوالقرنین کا جام جہاں
ہے شش جہت خُشک مُلّائیت کا شوروفغاں
سراسر ہے جو ایماں کا زیاں‘‘

رپورٹ: چوہدری طاہر احمد گل۔ نمائندہ الفضل لندن آن لائن بیلجیئم

نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کو اپنا 29 واں نیشنل اجتماع کرونا کی وباء کے باعث دو سال کے وقفہ کے بعد مورخہ 23 اور 24، اکتوبر 2021ء بروز ہفتہ، اتوار بمقام بیت الرحیم آلکن میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ

اجتماع کی تیاری دو ماہ قبل شروع کی، اس سلسلہ میں اجتماع سے قبل تین میٹنگز کی گئیں امسال اجتماع کے ناظم اعلیٰ کے طور پر مکرم سفیر احمد صاحب اور سیکریٹری اجتماع کے لئے مکرم ناصر چوہدری صاحب کو خدمت کی توفیق ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اجتماع کے کامیابی اور اس کے بابرکت انعقاد کے سلسلہ میں مسلسل رہنمائی لی جاتی رہی۔ حضور پُرنور نے امسال کے اجتماع کا تھیم (اَلصَّلٰوۃ) منظور کیا اور فرمایا کہ ’’خدام کو نمازوں کی فرضیت اور اہمیت کی طرف دوران اجتماع خوب توجہ دلائیں۔‘‘

پہلا دن

مورخہ 23، اکتوبر بروز ہفتہ رجسٹریشن اور ناشتہ کے بعد صبح ساڑھے دس بجے محترم امیر صاحب نے انسپکشن کی اور بعد ازاں پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ نے بیلجیئم کا پرچم اور مکرم توصیف احمد صاحب صدر مجلس خدام لاحمدیہ نے لوائے خدام لہرایا اور محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب کی زیرِ صدارت اجتماع کے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت عزیزم رانا صداقت احمد صاحب نے کی۔ جس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد نظم مکرم رضوان محمد صاحب نے پڑھی۔ مکرم صدر صاحب نے تمام خدام و اطفال کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کے تھیم اَلصَّلٰوۃ کے موضوع پر بات کی بعد ازاں محترم حافظ احسان سکندر مشنری انچارج و نائب امیر صاحب نے خدام کو نصائح فرمائیں۔ آخر پر محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب میں ربیع الاوّل کے بارکت مہینہ کے حوالہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

افتتاحی اجلاس کے اختتام کے ساتھ ہی علمی و ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوگیا۔ خدام کے علمی مقابلہ جات مسجد کے مین ہال اور اطفال کے علمی مقابلہ جات لجنہ حال اور لائبریری میں منعقد کئے گئے۔ ورزشی مقابلہ جات مسجد کے میدان میں منعقد ہوئے۔ امسال منعقد ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوتِ قرآن کریم، حفظِ قرآن، حفظِ احادیث، حفظِ ادعیہ، قصیدۃ، الہامات، نظم، کوئز، تقاریر، امتحانی پرچہ شامل تھے۔ ورزشی مقابلہ جات میں فٹ بال، کرکٹ، والی بال، رسہ کشی، ریلے ریس اور سو میٹر دوڑ، نیزہ بازی، گولہ پھینکنا، کوک فائٹنگ کے مقابلہ جات شامل تھے۔ اسی طرح جو خدام ان ورزشی مقابلہ جات میں حصہ نہیں لے رہے تھے، ان کی تفریح کے لئے ٹیبل ٹینس اور ٹیبل فٹبال جیسی کھیلوں کا انتظام تھا۔

دوسرا دن

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد، فجر اور درس القرآن سے ہوا بعد ازاں نو بجے ناشتہ اور رجسٹریشن کے بعد دوبارہ باقاعدہ علمی اور ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے۔ دوپہر ایک بجے کھانے کا وقفہ ہوا۔ اجتماع کے دوسرے دن محترم امیر صاحب اور تمام سابق صدران مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم اور مربیان کرام اور بعض جماعتی نیشنل عاملہ کے ممبران کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا گیا۔

اجتماع کے اختتامی اجلاس کی کاروائی نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو عزیزم رانا نعمان صاحب نے کی جس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد نظم مکرم احتشام ہاشمی صاحب نے پڑھی۔ مکرم صدر صاحب نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہم اجتماع کے آخری حصہ میں موجود ہیں اور بہت سی اچھی باتیں سیکھ کر جا رہے ہیں، اور کہا کہ ان باتوں کا فائدہ ہمیں تب ہوگا کہ ہم ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور کہا کہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی ہم سے بہت زیادہ توقعات ہیں ہم سب کو ان پر ہمیشہ پورا اترنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے بعد ازاں تقریب تقسیم انعامات شروع ہوئی، جن میں نمایاں کارکردگی حاصل کرنے والی مجالس، خدام، اطفال کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

علم انعامی: مجلس مقامی (دلبیک)

سند امتیاز حاصل کرنے والی مجالس برائے سال 2019ء تا 2020ء:
مجلس مقامی، مجلس اوئپن، مجلس بیرنگن، مجلس اوسٹند، مجلس سنترویدن، مجلس انٹورپن، مجلس ٹرن ہاوٹ

سند امتیاز حاصل کرنے والی مجالس برائے سال 2020ء تا 2021ء:
اوسٹنڈے، برسلز ایسٹ، مجلس مقامی

مثالی طفل معیار صغیر: عزیزم حیدر احمد مجلس مرکسم

مثالی طفل معیار کبیر: عزیزم عطاء المصور مجلس انٹورپن

مثالی خادم: مکرم شاہ زین منصور صاحب مجلس اوئپن

بہترین کارگردگی: ریجن انٹورپن

انعامات کے تقسیم کے بعد محترم امیر صاحب نے تمام خدام و اطفال کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کو کامیاب اجتماع کی بہت مبارک باد اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ ترقی کی طرف کامزن ہے اور فرمایا کہ ہر کام میں مزید ترقی کی گنجائش رہتی ہے اس لئے ہم نے اپنا قدم آگے سے آگے بڑھاتے چلے جانا ہے اور محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں خدام و اطفال کو انکی ذمہ داریوں کی طرف احسن رنگ میں توجہ دلائی اور آخر پر محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجتماع کی مجموعی حاضرین 380 رہی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

اللہ تعالیٰ تمام خدمت کرنے والوں کو بہترین جزا دے اور ہمیں اسی طرح اپنے دل و جان سے پیارے امام کی کامل اطاعت میں دن رات خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: افتخار احمد گوندل۔ مبلغ سیرالیون

سیرالیون واٹرلو ریجن میں جلسہ سیرۃ النبیؐ و ریفریشر کورسز ائمہ کرام اور عربک اساتذہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 15 اور 16 ؍ اکتوبر کو واٹرلو ریجن میں ائمہ کرام اور عربی پڑھانے والے اساتذہ کا ایک ریفریشر کورس منعقد کیا گیا۔

رجسٹریشن

رجسٹریشن کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن دس بجے تلاوت، قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔جس کے بعد مکرم سلیمان بنگورا صاحب ریٹائرڈ پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول نیوٹن نے اس پروگرام کا مقصد اور اہمیت بیان کی۔ افتخار احمد گوندل (خاکسار) نے جماعتِ احمدیہ میں نظامِ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات اور اس کے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام پر تقریر کی۔

اس ریفریشر کورس کے تمام شاملین نے مسجد میں ہی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبۂ جمعہ براہِ راست سنا۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور ایک مختصر وقفے کے بعد ہونے والے سیشن میں تین تقاریر ہوئیں جن کے عناوین درجِ ذیل ہیں۔

وفاتِ مسیح علیہ السلام۔ اس تقریر میں حاضرین کو اس بات کی وضاحت کی گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسمِ عنصری کے ساتھ آسمان پر موجود نہیں ہیں بلکہ تمام انسانوں اور نبیوں کی طرح وہ بھی ایک طبعی عمر پا کر وفات پاگئے تھے۔

دوسری تقریر مقامِ خَاتَم النّبیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارہ میں تھی جس میں اس مقام کی صحیح وضاحت کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ اب نبوت کا فیض صرف محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کامل اتباع سے ہی حاصل ہوگا۔

تیسری تقریر میں مقامِ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بارہ میں بتایا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایک امتی نبی بنا کر بھیجا۔

تمام تقاریر کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا اور ان کے سوالوں کے جواب دئے گئے۔

نمازِ عصر اور کھانے کے وقفہ کے بعد ایک اور تقریر ہوئی جس کا عنوان صداقت حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام تھا۔ خاکسار نے جماعت کی ترقی و استحکام کے بارے میں بتایا کہ مخالفتوں اور مشکلات کے باوجود خلافتِ احمدیہ کے سائے تلے ایک صدی سے زائد عرصہ سے اپنے فضلوں کی بارش برسا رہا ہے اور یہ جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے اور ہر سال لاتعداد سعید روحیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلامِ صادق کو قبول کرتے ہوئے حقیقی اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔

دوسرا سیشن

16؍اکتوبر بروز ہفتہ دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد باجماعت سے ہوا۔ نمازِ فجر اور درس کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد سیشن کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ اس سیشن میں طریقِ وضو اور اس کے مسائل، نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا طریق، عیدین، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، حق مہر، نمازِ جنازہ اور اختلافی مسائل اور جماعت کے مالی نظام کے بارے میں تفصیل سے بتایا گیا۔

بیعت

اس بابرکت پروگرام کی بدولت Masimbra کے غیر از جماعت امام نے اپنے 11 ؍ افرادِ خاندان کے ساتھ بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کی۔

نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس پروگرام کی کل حاضری 53 ؍ رہی۔

جلسہ سیرۃ النبیؐ

مکرم افتخار احمد گوندل صاحب ریجنل مبلغ واٹرلو ریجن تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 24 ؍ اکتوبر کو احمدیہ مسجد نیوٹن میں جلسہ سیرۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن 11 ؍ بجے تلاوت قرآن کریم و ترجمہ سے ہوا۔ مکرم طاہر کروما صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ اس پروگرام کی صدارت مکرم محمد کروما صاحب پرنسپل احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول نیوٹن نے کی۔

مکرم اسمٰعیل سانکو صاحب نے قصیدہ یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانٖ پیش کیا جس کے بعد اس کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا۔

پروگرام کی پہلی تقریر خاکسار (افتخار احمد گوندل) نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عنوان پر کی اور اس ضمن میں آپؑ کی تحریرات اور واقعات سے اس پہلو پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

پروگرام کی دوسری تقریر مکرم طاہر کروما صاحب نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی بطور اسوۂ کامل کے عنوان سے پیش کی اور بتایا کے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی کے ہر پہلو میں ہر انسان کے لئے نمونہ موجود ہے جس پر عمل کر کے ہم بہترین انسان اور مسلمان بن سکتے ہیں۔

تیسری تقریر کا عنوان آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خطبہ حجۃ الوداع تھا۔ یہ تقریر مکرم محمد کروما صاحب نے پیش کی۔

سکول کے تین طلباء نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بچپن اور جوانی، دشمنوں کی مخالفت اور بائیکاٹ اور آپ کے سفر طائف کے بارے میں مختصر طور پر بتایا۔ تقاریر کے بعد ایک مجلسِ سوال و جواب بھی ہوئی جس میں حاضرین کے سوالوں کے جواب دئے گئے۔

پروگرام کے اختتام پر سکول کے 71 ؍ طلباء نے بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت اختیار کی۔ نیوٹن ٹاؤن کے علاوہ آٹھ جماعتوں سے 70 ؍ افراد نے اس پروگرام میں شمولیت کی اور کل حاضری 380 ؍ رہی۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔ نماز، ظہر کی ادائیگی کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

چھوٹی مگر سبق آموزبات

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

آنحضورؐ نے فرمایا:

سابقہ انبیاء کے حکیمانہ اقوال میں سے ایک قول ہے کہ ’’جب حیا اٹھ جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔‘‘

(بخاری کتاب الادب)

کسی نے فارسی میں اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

مرسلہ: عمران انیل۔ جرمنی

طلوع وغروب آفتاب

07 دسمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:24	17:38
مدینہ منورہ	05:30	17:33
قادیان	05:49	17:24
ربوہ	05:28	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:23	15:56